



داعش: ابتداء اور نظریاتی بنیادی



داعش: ابتداء اور نظریاتی بنیادی

شام اور عراق میں داعش ایک عسکریت پسند نام نہاد
جہادی گروپ جو خلافت کو دوبارہ بحال کرنے کا
دعویٰ کرتا ہے اور فی الحال عراق و شام کی سرزمین
پر ظالمانہ جنگ جاری رکھے ہوئے ہے۔ داعش کی ابتداء

بار میں اردنی عسکریت پسند ابو مصعب الزرقاوی کی طرز زندگی کو سامنے رکھتے ہوئے پتہ لگایا جا سکتا ہے۔ زرقاوی مجرمانہ سوچ کا حامل شخص تھا، شراب بنانا، مخرب الاخلاق حرکات کے ارتکاب، جنسی حملے کرنے کے حوالے سے جانا جاتا تھا اور وہ انہی جرائم پر گرفتار بھی ہوا۔ 1999ء میں جیل سے رہا ہونے کے بعد عسکریت پسند بن گیا اور افغانستان چلا آیا، جہاں اس کی ملاقات القاعدہ کے رہنماؤں سے ہوئی۔

افغانستان پر امریکی حملے کے بعد زرقاوی فرار ہو کر عراق گیا اور اس نے عراق میں مسلح کارروائیاں شروع کر دیں، بہرحمی کے ساتھ لوگوں کو مارا، وہاں وہ ایک بہرحم شخص کے طور پر پہچانا جانے لگا۔ اس کے گروپ نے عراق میں کئی خودکش حملے کئے۔ یہ گروپ غیرملکی فوج کی بجائے امدادی کارکنوں اور عراقی شہریوں کو نشانہ بنا نے کے حوالے سے بدنام تھا۔ زرقاوی گروپ نے اہل تشیع اور ان کی امام بارگاہوں کو بھی نشانہ بنایا۔ ان کے مقاصد میں امریکہ کی سربراہی میں برسر پیکار اتحادی فوج کو عراق سے نکالنا اور پھر عراق میں فرقہ وارانہ جنگ کا آغاز کرنا اور افراتفری کا فائدہ اٹھانے ہوئے خود ساختہ اسلامک سٹیٹ کا قیام تھا۔

ستمبر 2004ء میں زرقاوی طویل مذاکرت کے بعد اسامہ بن لادن کی بیعت کر کے القاعدہ نیٹ ورک کا حصہ بن گیا۔ اس کے گروپ نے نام تبدیل کر کے ’’القاعدہ ان عراق‘‘ رکھ لیا۔ تاہم دونوں گروپوں کے درمیان تعلق کشیدہ رہا کیونکہ القاعدہ بھی زرقاوی کو بہت زیادہ متشدد اور انتہا پسند سمجھتی تھی۔ القاعدہ عراق میں اس گروپ کی طرف سے اہل تشیع کو بڑے پیمانے پر بلا امتیاز نشانہ بنانے پر خوش نہ تھی جس سے زرقاوی گروپ نے اپنے نام نہاد جہادی منصوبے کے لیے نقصان دہ جانا۔ اس حوالے سے 2005ء میں القاعدہ کے رہنما ایمن الظواہری نے زرقاوی کے نام خط لکھا اور خط میں ناراضگی کا اظہار کیا۔

جون 2006ء میں زرقاوی مارا گیا، اس کے بعد مصری بم ساز ابو ایوب المصری ’’القاعدہ ان عراق‘‘ کا

نیا امیر بنا۔

2006ء میں ہی المصری نے گروپ کو عراقی ظالموں کو کرنے کے لیے اس کا نام تبدیل کر کے ’’اسلامک سٹیٹ ان عراق‘‘ رکھ دیا اور عراق کے باسی ابو عمر البغدادی کو اس کا امیر مقرر کیا۔

’’اسلامک سٹیٹ ان عراق‘‘ نے تیزی سے خود کو وسعت دی۔ تاوان اور تیل کی سمگلنگ سے سالانہ لاکھوں ڈالر اکٹھے کئے۔ دولت کی ریل پیل اور روزگار فراہم کرنے کے باوجود بھی یہ گروپ عراقی عوام کی حمایت حاصل کرنے میں ناکام رہا کیونکہ غیر ملکی جنگجوؤں کی شرکت اور پر تشدد نظریات کے باعث عراقی عوام اس گروپ سے دور رہے۔

اس پر تشدد ماحول نے عراقی سنیوں کو بیدار کرنے میں بھی اہم کردار ادا کیا اور صوبہ انبار میں سنیوں کی ’’تحریک سے اوا‘‘ نے بھی پر پرزے نکالے۔ چونکہ ’’اسلامک سٹیٹ‘‘ تشدد سے کام لے رہی تھی جس کے باعث ’’تحریک سے اوا‘‘ مغربی اتحادی افواج کے ساتھ مل کر ’’اسلامک سٹیٹ ان عراق‘‘ کے خلاف لڑی۔ اسلامک سٹیٹ ظالمانہ اور پر تشدد حربوں کے باعث تنہا ہو گئی اور اسے مختلف گروپوں کی طرف سے شدید مزاحمت اور رد عمل کا سامنا کرنا پڑا۔ اس دوران تنظیم کے بے ت سارے غیر ملکی جنگجو بھی مارے گئے اور اس کا اثر ماند پڑ گیا، جس کے نتیجے میں 2007ء سے 2009ء کے عرصے میں عراق میں فرقہ وارانہ تشدد کافی حد تک کم ہو گیا۔

2010ء میں دونوں المصری اور البغدادی (ابو عمر البغدادی) مارے گئے۔

2009ء میں امریکی انخلا کے آغاز سے سے اوا تحریک کمزور ہوئی اور اسلامک سٹیٹ کے نام نہاد جہادی ’’موصل‘‘ منتقل ہو گئے، جسے گروپ کو از سر نو منظم کیا گیا۔

2010ء کے وسط میں ’’اسلامک سٹیٹ‘‘ عراقی حکومت سے زیادہ تنخواہیں دینے کی پوزیشن میں تھی اور اس

نہ "تحریک سہاوا" کے ارکان کو بھی بھرتی کرنا شروع کر دیا۔ اسی دوران گروپ نے اسلامک سٹیٹ منصوبہ کو جائز ثابت کرنے کیلئے ایک بھرپور پراپیگنڈا مہم کا بھی آغاز کیا۔

2010ء میں ابو عمر البغدادی کے مرنے کے بعد ابو بکر البغدادی نے اس کی جگہ لے لی۔ 2011-2012ء کے دوران اسلامک سٹیٹ نے خود کو اہل تشیع والہ جنوبی عراق اور کرد علاقوں تک وسعت دی۔ انہوں نے مختلف جیلوں میں قید باغیوں کو رہا کیا اور اپنی حاکمیت سنی اکثریت والہ عراق میں بھی بڑھا لی، شام کی خانہ جنگی نے اسلامک سٹیٹ کو شام تک وسعت دینے میں مدد فراہم کی، 2011ء کے وسط میں اسلامک سٹیٹ کی شام میں مقیم لیڈر شپ نے "جبہ النصری" کی تشکیل کیلئے مقامی عسکریت پسند گروپوں سے تعاون کرنا شروع کر دیا، النصری نے 2012ء میں عوامی پانچان بنائی اور اپنی کارروائیاں 2012ء کی پہلی ششماہی تک جاری رکھیں، اگرچہ اس نے اپنی توجہ سرکاری اہداف کو نشانہ بنانے پر مرکوز رکھی تاہم ان حملوں کے دوران بڑے پیمانے پر عام شہری بھی نشانہ بنے، اپریل 2013ء میں ابو بکر البغدادی نے ایک دفعہ پھر نام تبدیل کرتے ہوئے اسے "اسلامک سٹیٹ ان عراق و شام" (دولت اسلامی عراق و شام) بنا دیا۔

البغدادی اپنے منصوبہ کے تحت آگے بڑھا، بالآخر جون 2014ء میں ایک آئیو ریکارڈنگ جاری کی گئی جس میں ابو بکر البغدادی کی امارت میں خلافت کے قیام کا اعلان کیا گیا۔

اس اعلان کے بعد مغرب سے 4 ہزار کے قریب افراد اپنے گھر بار چھوڑ کر اسلامک سٹیٹ پہنچے جو مغرب میں بسنے والے 47 ملین سے زائد مسلمانوں کے مقابلے میں بہت تھوڑی تعداد ہے، ماہر کریم نالوجی "Simon Cottee" کے مطابق اسلامک سٹیٹ کی طرف جانیوالہ مغربی لوگوں کی نفسیات سے واضح ہوتا ہے کہ "امنگو" سے بھرپور سوچ کی طاقت اور خواہش کیسے عقل پر غالب آسکتی ہے" انسداد دہشتگردی کے ماہر

''Matthew Levitt'' اتفاق کرتے ہیں کہ '' کئی لوگوں کیلئے جو شناخت اور مقصد کے مضبوط احساس کی کمی سے دوچار ہوتے ہیں، کو عالمی انقلابی پرتشدد بیانیہ، جوابات اور حل مہیا کرتا ہے: یہ ان لوگوں کیلئے بہت طاقتور پیغام ہو سکتا ہے جو جوابات تلاش کر رہے ہیں''

اکثر افراد جن کی شناخت داعش کیلئے لڑنے والوں کے طور پر ہوئی ان کی ابتدائی زندگی تکالیف اور مسائل سے بھری ہوئی تھی، کئی ایسے تھے جن کے والدین نہ تھے یا وہ گھر میں بد سلوکی کا شکار تھے، نوجوان ہمیشہ کسی رول ماڈل کی تلاش میں ہوتے ہیں، ابو بکر بغدادی کی شکل میں انہیں ایک طاقتور پیشوا نظر آیا جس کا ذکر دنیا بھر میں ہو رہا تھا اور وہ توجہ کا مرکز بنا رہا، اسی طرح بہت سارے نوجوان ایہ وینچرازم کا شکار ہو کر مختلف جرائم پیشہ گروہوں کا حصہ بن جاتے ہیں اور پرتشدد جرائم کی طرف راغب ہو جاتے ہیں

اس گروپ میں سابق آمر صدام حسین کی آرمی کے کئی فوجی اور پولیس بشمول اس کی خفیہ پولیس کے اہلکار بھی سنی اور شیعہ ملیشیا میں شامل ہو گئے تھے، یہ شمولیت امریکہ کی طرف سے 2003ء میں عراق پر حملہ کے بعد ہوئی اور یہ شیعہ، سنی عسکری گروپس بھی اس حملہ کے بعد وجود میں آئے، کچھ اندازوں کے مطابق 30 فیصد سینئر داعش ملٹری کمانڈرز عراقی آرمی اور پولیس کے آفیسرز ہیں، ابو عمر البغدادی بھی عراقی آرمی کا سابق آفیسر تھا، جس نے سابق ہاتھسٹس حکومت کے اہلکاروں کو ملیشیا میں شامل کرنے کی کوشش کی اسلامک سٹیٹ گروپ کا کمانڈر اینڈ کنٹرول سسٹم اور تکنیک بالکل وہی نظر آتی ہے جو صدام حکومت کی خفیہ پولیس والوں کی تھی

داعش کے نظریہ کو جابرانہ نقطہ نظر کے طور پر بیان کیا جاتا ہے، داعش نے تسلیم شدہ سکالرز کی تحقیق سے مستفید ہونے کی بجائے اپنے عالمانہ حکام بنائے، جن کی اکثریت نوجوانوں پر مشتمل تھی، داعش کا نظریہ تین جدید دستاویزات سے معلوم کیا جا

سکتا ہے:

ان تینوں میں سے زیادہ معروف ابوبکر النجی کی 2000ء کے اوائل میں لکھی گئی کتاب ”بربریت کا انتظام“ ہے

یہ دستاویز اسلامک سٹیٹ کی تشکیل کیلئے سٹریٹجک رویہ کی حیثیت رکھتی ہے جو ماضی کی عسکریت پسند تنظیموں کی کوششوں سے الگ و منفرد ہے، حضور اور ان کے صحابہ کی مثالوں پر انحصار کرنے کی بجائے النجی اپنے تشدد کے زیادہ سے زیادہ استعمال کے نظریہ کو جواز فراہم کرنے کیلئے کثرت سے غیر مسلم تاریخ دانوں اور نظریہ دانوں کا حوالہ دیتا نظر آتا ہے

داعش کے نظریات اردنی عسکریت پسند ابو مصعب زرقاوی کے نظریات سے اخذ کئے گئے ہیں، خاص طور پر اس کی تکفیری سوچ سے داعش بہت متاثر ہوئی، داعش کا دعویٰ ہے کہ جو ان کی خلافت کو مسترد کرینگے وہ خود بخود مرتد ہو جائینگے (اور داعش کے لوگوں کے لیے مرتدین کو مارنے میں کوئی امر مانع نہیں ہے)

داعش کے نظریہ کا ایک اور اہم حصہ تمام مسلمانوں کو جہاد میں شمولیت کیلئے بلانا ہے، یہ نقطہ نظر جہاد کے فرض ہونے کی مخصوص اور غلط تشریح سے ابھرتا ہے، داعش جنگجوؤں کی غیر مسلموں کو بندوق کے زور پر زبردستی مسلمان بنانے کی بہت سی رپورٹس ہیں، داعش نے قرون وسطیٰ کی غلامی کو دوبارہ متعارف کروانے کی کوشش کی، انہوں نے عراق کے یزیدی اور مسیحی اقلیت کے مردوں، عورتوں اور بچوں کو غلام بنایا (جسے اب وہ موصل میں عراقی و اتحادی افواج کی گولہ باری سے بچنے کے لیے بطور ہال استعمال کر رہے ہیں) داعش عراق میں ہاتھسٹ حکومت کے ظلم و جبر اور خوف وراس پھیلانے کے ماحول کی وارث ہے داعش ناقص سکالرز اور اسلامی قانون کے جعلی حوالہ استعمال کر کے دھوکا دیتی ہے، اسلامی قوانین کی تشریح میں اختلاف کے حوالہ سے جو تسلیم شدہ روایات ہیں داعش اس کا ناجائز استعمال کر رہی

نوٹ:

یہی نام زہاد اسلامی جہادی تنظیم اب اس درپہے کہ کشمیر کو اپنے شکنجے میں لیا جائے، ان آزاد مسلمانوں کو بھی غلامی کا شکار بنا دیا جائے، اس لیے وہ اپنے نظریات پھیلانے کی بہت سی کوششیں کیے اور کر رہے ہیں تاکہ اس کا بھی وہی حال کیا جاسکے جو حال عراق و شام کا اور اس میں بسنے والے مسلمانوں کا کیا۔

یعنی کچھ کو اپنے ساتھ ملایا اور انکی دنیا و آخرت برباد کر دی، اور کچھ وہ جو ان کی وحشی نظریات کا شکار نہ بنے انکو اپنی وحشت کا نشانہ بنا کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔

مسلمان ہمیشہ سے ہی سستی کا شکار رہے ہیں کہ تاریخ کی تاریکیوں سے عبرت نہ لیں پکڑتے و گرنے وہ ان جیسی وحشی تنظیموں کا شکار نہ ہوتے۔

ایک سلیم الفطرت انسان بھی ان کے ظلم کے حربے دیکھ کر پہچان جاتا ہے کہ لوگ انسانیت بھی گرنے لگے ہیں۔

اسلام اس کائنات میں سب سے زیادہ پر امن دین ہے انسانوں تو کجا جانوروں پر بھی ظلم کی سوچ کو ختم کرتا ہے اور اہل اسلام کو کائنات میں سب سے زیادہ امن پسند ہونا چاہیے، اس تنظیم کو دیکھ کر ان کے انسان ہونے میں بھی شک ہوتا ہے اس سے بڑھ کر کہ ہم اس کو مسلمان جانیے، یہ اور اس جیسی تنظیمیں اسلام کے لبادے میں کائنات کی بدترین مخلوق ہیں۔

پھر لوگوں کا ان کی طرف مائل ہونا یہ بہت بڑی بے وقوفی اور حماقت کی علامت ہے، اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے۔

مسلمان تو زندہ بھی اسی لیے رہتا ہے کہ وہ اپنے رب کو راضی کر کے اپنی آخرت بہتر بنا سکے تو پھر

و کیوں ایسے کام کرے جس سے اس کا رب سخت ناراض
ہو اور اس کی دنیا و آخرت برباد ہو جائے۔

م اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہے کہ وہ ہمیں صحیح
معنوں میں مسلمان بنائے اور اسلام کے لیادوں میں
"شراخلق والخلیقہ" تنظیموں کے شرسہ اگا رہند
اور اس سے محفوظ رہند کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین